Registered

no. L. 89.

اخبار نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۹) مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

اگر قحط کا خوف بڑھتا دکھیں گے تو حضور وایسرائے راجپوتانہ کا دورہ ملتوی فرمائیں گے ؛

یونیورسٹی الہ آباد امتحان انٹرنس کے لئے قید عمر قایم کیا چاہتی ہے کہ ۱۶ سال سے کم شریک امتحان نہ ہو سکے

کاٹھیاواڑ میں سخت قحط ہو گیا۔ لوگ مویشیوں کو کھلا چھوڑنے لگے۔ ایسے بیدرد ہو گئے کہ بچوں کو لاوارث طور پر چھوڑ رہے ہیں ؛

علیگڈھ میں مسٹر بک مرحوم کے چندہ یادگار کے لئے سنٹرل کمیٹی قایم ہوئی ؛

کرنل اے پولٹیکل ایجنٹ کو لاہور کے مقدمہ زہر خورانی کی نسبت عجیب راز ظاہر ہونے لگے لیکن کارروائی خفیہ ہے ؛

ضلع حصار میں ۲۴ ہزار غربا خیراتی کاموں پر ہیں۔ پس بسیلہ دکھے ۱۰۰۰ قحط زدہ کراچی میں پہنچے ہیں ؛

قیصر جرمن نے مارکوئیس یاماگاٹا کو سرخ عقاب کے گرینڈ کراس کا خطاب دیا اس سے پایا جاتا ہے کہ جرمنی نے جاپان کے ساتھ معقول اتحاد کر لیا ؛

چینی وزیر نے امریکن گورنمنٹ سے اعتراض کیا ہے کہ چینیوں کو جزائر فلپائن میں رہنے کی اجازت نہیں۔ یہ بات معاہدہ کے خلاف ہے۔ مگر اب جنرل اوٹیس کو تنبیہ کی گئی کہ رہنے کی اجازت ہو ؛

یوگنڈا ممباسہ ریلوے کے لئے بہر بھیجے۔۔ قلی لاہور سے جاتے ہیں فاقہ کشوں کو چاہئے کہ کاہلی کو چھوڑ کر ہندوستان کے باہر جا کر روزی پیدا کریں ؛

لارڈ کرزن برٹش وزیر مصر لندن سے سکاٹ لینڈ کو بطریق سیر تشریف لیگئے ؛

کہتے ہیں کہ حضور نظام کے کلکتہ میں تشریف لانے کا مقصد یہ ہے کہ مسئلہ برار کا فیصلہ کیا جاوے۔ برار کے ۶ اضلاع ہیں تین نظام گورنمنٹ کو واپس ملیں گے اور باقی تین برٹش علمرو منتقل کئے جاویں گے ؛

لاہور میں متصل قلعہ گوجر سنگھ شاہنواز خاں ملازم سررشتہ جنگلات کو دن دھاڑے دو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور مار پیٹ کر قریب المرگ کر ڈالا ؛

رنگون کے مقدمہ عصمت دری کی کارروائی بند ہو گئی جیوری نے گوروں کو بری کر دیا ؛

کلیان (بمبئی) میں ہندوؤں کے گنپتی کے جلوس پر پتھر برسے بلوہ ہوا۔ ایک جمعدار ۲ پولیسمین زخمی ہوئے۔ پولیس کواڑ توڑ کر مسجد میں جا گھسے چالیس آدمی گرفتار ہوئے ؛

موگہ (فیروزپور) میں ۱۵ آدمی جعلی سکہ بناتے پکڑے گئے ؛

پیرس سے خبر آئی کپتان ڈریفس رہا کیا گیا وہ رینز سے ناٹیز کی جانب روانہ ہوا۔ اور پھر وہاں سے بورڈو کی ٹرین پر سوار ہو گیا ؛

امریکہ میں عظیم ترین توپ ایجاد ہوئی ۱۲۱۵ وزنی ہے ۲۳۷۰ پونڈ کا گولہ ۲۱ میل تک پہنچاتی ہے اس کے ایک فیرہ پر ڈیڑھ ہزار روپیہ کا بارود خرچ ہوتا ہے اس سے لمبی توپ نہیں ؛

جزیرہ سینٹ ڈامنگو بغاوت ہوئی افسر بغاوت جمز نے کہا کہ تمام مجلس وزارت قتل کی جاوے۔ مشرقی کمانڈنٹ قتل ہوا۔ تا ہم کامیش آخر میں ہے بغنہ پکڑا گیا اور امن قایم ہو گیا ؛

لارڈ کچنر نے فاشودہ و یوگنڈا میں آمد و رفت کھولدی۔ خلیفہ مہدی کی جا بجا سرکوبی ہو رہی ہے ؛

شاہزادہ ناجی نکرو سلطان روم سے ملنے کے لئے قسطنطنیہ آگئے ہیں ؛

کیپ پارلیمنٹ کے افریقنڈر ممبروں نے پریسیڈنٹ کروگر کو لکھا کہ جنگ سے بچنے کی کوشش کرنا اور آزادی ٹرنسوال کو بحال رکھنا اور مسٹر کے تحقیقات کو مان لینا کہ اس سے مشکلات حل ہونگی اور جنگ رکیگی ؛

لندن سے خبر آئی کہ جلسہ کنٹ میں طے پایا کہ ٹرنسوال کے ساتھ گفتگوئے مصالحت بقاعدہ ہر بند کیجاوے ؛

لندن ٹائمز نے پبلک کو متنبہ کیا کہ اسوقت کفایت شعاری کا خیال نہ کریں اور جنگ سے نہ ہٹیں۔ اگر کفایت کا لحاظ کریں گے تو اخیر میں کئی گنا زیادہ روپیہ اور خون صرف کرنا ہوگا اور خود اُنتیجہ شکست ہوگا ؛

آرنج فری سٹیٹ کی مجلس پارلیمنٹ کا جلسہ ہوا جس میں پریسیڈنٹ نے برٹش کے خلاف تقریر کی ؛

مسٹر سٹین نے برطانیہ کو وعدہ خلافی کا ملزم گردانا اور کہا کہ ہم ٹرنسوال کو برٹش تجاویز کے ماننے کی کبھی صلاح نہ دیں گے اخیر میں کہا در صورت جنگ کے ٹرنسوال کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے ؛

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای ۔ ایم ۔ ویری صاحب ۔ ڈی ڈی ۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل } پادری ایچ گولکنتھ صاحب + پادری غلام مسیح صاحب
پادری جلال الدین صاحب بی ۔ اے ۔ پادری پی ۔ سی ۔ اپل صاحب
پادری جی ۔ ایل ٹھاکرداس صاحب ۔ پادری جمیل سنگھ صاحب
کارسپانڈنٹس } مسٹر البیع ناصر صاحب ۔ مسٹر مسیح الدولہ صاحب
پادری کیدارناتھ صاحب منت

ابدی جلال

عالم موجودات میں تمام چیزوں پر انسان سے لیکر حیوان تک حتی کہ نباتات وغیرہ اور جتنی چیزیں کہ زندگی رکھتیں اور بڑھتی ہیں سب پر فنا کا دور دوراں ہے ۔ اُن کا وجود آج ہے اور کل نابود ہے ۔ آج رونق دے رہی ہیں اور کل نام و نشاں نظر نہیں آتا ۔ آج خوبصورتی اور خوش نمائی ہے اور کل افسردگی اور پژمُردگی آجاتی ہے ۔ غرضکہ کسی شَے کو قیام نہیں سب بے قرار اور بے ثبات ہیں چند روزہ اور فانی ہیں ۔ لیکن انسان کی روح فنا ہونے والی نہیں وہ ہمیشہ تک رہنے والی ہے ۔ اور روح اگرچہ فانی نہیں پر تو بھی گناہ کے سبب سے آلودہ ہو کر ابدی آرام و جلال سے محروم ہو کر ابدی سزا کے لایق ٹھہرتی ہے ۔ ابدی ہلاکت روح کے لئے بڑا سخت عذاب ہے ۔ اور اُس کے برعکس ایمانداروں کے لئے جو خدا کے حکموں کی تعمیل کرتے اور فرمان الہی کے شنوا ہو کر عجز و انکساری اور فروتنی سے بلا حیل و حجت اس کے کلام مقدس پر ایمان لاتے اور ایمان کے فرزند بنکر اس دنیا کو صرف پل بھر کی ہلکی مصیبت سمجھتے ہیں ابدی خوشی ہے اور وہ ابدی جلال میں شامل ہونگے ۔ ابدی جلال میں کئی باتیں مشتمل ہیں جو ذیل میں ہیں +

اوّلاً ۔ خدا ابدی نور اور ابدی جلال ہے جیسا کہ لکھا ہے ۔ آگے تیری روشنی دن کو سورج سے اور رات کو تیری چاندنی چاند سے نہ ہوگی ۔ بلکہ خداوند تیرا ابدی نور اور تیرا خدا تیرا جلال ہوگا ۔ تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلیگا اور تیرے چاند کا زوال نہ ہوگا کیونکہ خداوند تیرا ابدی نور ہوگا اور تیرے ماتم کے دن آخر ہو جاویں گے ۔ یسعیاہ ۶۰ : ۱۹ و ۲۰ ۔ ایماندار کے لئے یہہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ وہ اپنے مالک کے جلال میں اور اُس کے نور میں دخل پاوے اور اُس کی حضوری میں سرفرازی پاوے +

ثانیاً ۔ وہاں ابدیت کا باپ اور سلامتی کا شاہزادہ ہے ۔ جیسا کہ کلام مقدس میں لکھا ہے ۔ وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مُشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی یسعیاہ ۹ : ۶ و ۷ ۔ یہہ خداوند یسوع مسیح ہے جو اپنے ایمانداروں کے ساتھ اس جلال میں ابدالآباد تک جلوہ نما ہوگا ۔ اور ابدی اور جلالی سلطنت کریگا +

ثالثاً ۔ ابدی جلال میں ابدی میراث ہوگی جیسا کہ لکھا ہے ۔ خداوند دینداروں کے دنوں کو پہچانتا ہے اور ان کی میراث ابدی ہوگی ۔ زبور ۳۷ : ۱۸ ۔ ایمانداروں سے وہ میراث کوئی چھین نہیں سکتا اور وہ لازوال میراث ابد تک ان کی ملکیت ہوگی +

رابعاً ۔ وہاں ابدی سکھ اور آرام ہوگا کہ لکھا ہے ۔ صداقت کا انجام صلح ہوگا اور صداقت کا پھل ابدی سُکھ اور آرام ہوگا یسعیاہ ۳۲ : ۱۷ ۔ ایمانداروں کو ان کے دنیا کے تمام دُکھوں اور تکلیفات کے عوض میں یہہ ابدی سکھ و آرام ملیگا جس میں کسی قسم کے رنج و تکلیف اور موت و غم کو دخل نہ ہوگا بلکہ یہہ ابدی سُکھ و آرام ہوگا جس میں تبدیلی نہ ہوگی +

خامساً ۔ وہاں ہمیشہ کی خلاصی ہوگی جیسا کہ لکھا ہے نہ بکروں نہ بچھڑوں کا لہو لے کے بلکہ اپنا ہی لہو لیکے پاکترین مکان ایک دفعہ داخل ہوا کہ اُس نے ہمارے لئے ہمیشہ کی خلاصی حاصل کی ۔ اور جس حال میں کہ ایماندار اس پر ایمان لا چکے ہیں اب اس کے عوض میں وہ ہمیشہ کی خلاصی پا کر ابدی جلال میں شریک ہونگے +

اور آخرکار ابدی زندگی سے مستفید ہو کر ابدالآباد ابدی جلال میں سب ایماندار لوگ آسمانی خوشی میں حیات ابدی کا مزہ اُڑاویں گے ۔ مگر بے ایمان لوگوں کے لئے ان نعمتوں اور برکتوں کے عوض میں ابدی شعلے ابدی خجالت اور ابدی ہلاکت ہوگی ۔ پس ضرور لازم و واجب ہے کہ انسان اپنی بیش قیمت روح کو بچانے کی فکر کرے اور ابدی جلال کو پانے کے وسایل حاصل کرے اور اگر انسان اس میں کامیاب نہ ہوگا تو وہ ضرور ابدی جلال کے عوض ابدی ہلاکت میں ہمیشہ تک رنج و افسوس کریگا ۔ صرف ایک وسیلہ خدا نے اس جلال کو بخشنے کا ٹھہرایا ہے ۔ وہ خداوند یسوع مسیح ہے جو اس کے پاس آوے وہ حیات ابدی کو حاصل کرے اور جلال ابدی میں دخل پاوے اور وہ خود بھی کہتا ہے کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس جا نہیں سکتا ۔ کاشکہ تمام لوگ اس پر ایمان لا کر تمام برکتوں اور نعمتوں کو حاصل کریں ؛

کچھ عرصے سے مشرقی افریقہ میں سخت کال پڑا ہوا ہے ۔ چرچ مشنری سوسائٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ قحط کے سبب سے چالیس ہزار آدمی مر چکے ہیں ۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے ایک مشنری پادری ایچ کے جنس صاحب نے سینکڑوں آدمیوں کی پرورش کر رہے ہیں ۔ مشنری سوسائٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے

مذہبی قیل وقال اور شش وپنج

دیکھنے میں آتا ہے کہ جیوں جیوں علمی روشنی پھیلتی جاتی ہے اور لوگ مختلف علوم وفنون میں ترقی کرتے جاتے ہیں اسی قدر مذہب کی نسبت زیادہ بے پرواہی اور کم توجہی بڑھتی جاتی ہے۔ لازم تو تھا کہ انسان زیادہ دانا ہو کر دور اندیشی اور عقل کو کام میں لاتا مگر اس کے عوض میں اپنی اصلی بہتری اور بھلائی کی باتوں میں زیادہ غافل اور بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ سبب اس کا صرف یہہ ہے کہ جتنا زیادہ انسان دنیا کی چیزوں کی طرف زیادہ دل لگاتا ہے اتنا ہی زیادہ اپنی روحانی باتوں کی نسبت پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ کیونکہ ہر دو باتوں کی مختلف سمتیں ہیں اور جس سمت کی طرف زیادہ رُخ ہوگا دوسری سمت سے دوری اور فرق بڑھا دیگا۔ چاہے وہ دین کی سمت ہو یا دنیا کی سمت ہو۔ ہو نہیں سکتا کہ ایک ہی وقت انسان ہر دو طرف برابر میزان میں مساوی رہے۔ ضرور ہے کہ ایک میں کم اور دوسری میں زیادہ ہو جاوے چونکہ اغراض دنیا موجودہ حالت میں زیادہ ضروری اور کار آمد معلوم پڑتی ہیں اور اغراض دینی عاقبت سے متعلق اور پوشیدہ ہیں اس لئے یہہ امر واقعی ہے کہ آدمی دنیا ہی کے دھندوں میں زیادہ پھنس جاتا اور دین کی طرف سے غافل رہتا ہے۔

اگرچہ انسان کی طبیعت میں اس امر کا ثبوت بخوبی ہے کہ دین کا معاملہ ضروری ہے اور آدمی اس کو سمجھتا ہے کہ اس کا اعلیٰ اور بڑا فرض دینی ہے۔ مگر اس ضروری اور بھاری امر کو انسان قیل وقال میں ڈال چھوڑتا ہے۔ اور اس معاملے کو امروز فردا کرتے کرتے ایسا توقف میں ڈالتا ہے کہ کبھی اس کے سوچنے کے لئے اس کو وقت میسر نہیں ہوتا۔ افسوس کہ دنیا کے بھاری بھاری کام بڑی محنت اور مشقت سے انجام دیتا ہے اور دین کے بھاری کام کو توقف میں ڈال چھوڑتا ہے۔ یہہ کیسی بھول ہے!

ایک اور بات بھی ترقی دین کی مانع ہوئی ہے اور وہ مختلف مذاہب ہیں۔ بہت سے مذاہب کو دیکھکر انسان کی طبیعت شش وپنج میں پڑ جاتی ہے۔ اور چونکہ مذہبی مشکل زیادہ تر پیچیدہ ہو گئی ہے اور اس کے لئے بڑی تحقیق اور تدقیق درکار ہے آدمی اس مشکل کو دیکھکر شش وپنج میں پڑ جاتا ہے۔ پھر بھی نہایت ضرور ہے کہ انسان اپنے دینی فرض کو پورا کرے اور حق مذہب کی تلاش کرے اور سچے مذہب کی پیروی کرے نہ کہ یونہیں ایک بناوٹی مذہب کو مان چھوڑے جسکا انجام ہلاکت ٹھہرے ؛

اس مذہبی مشکل کے حل کرنے کے لئے ایک بہت عمدہ وسیلہ انسان کے لئے خدا سے دعا ہے۔ چاہئے کہ انسان اپنی بے کسی اور لاچاری کو اپنے مالک کے آگے عاجزی سے بیان کرے اور خواہشمند ہو کر حقیقت کا طالب بنے تو خدا ضرور راستی کو اس پر کھولدیگا اور اس کی طبیعت پر راہ حق کا اظہار ضرور ہو جاویگا۔ مگر ایسے وقت کو ٹالنا نہیں چاہئے بلکہ فوراً جب دل کا میلان اسطرف ہو سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور تب حقیقت کو قبول کرکے نجات کی راہ پر قایم ہو جاوے ؛

فکر نہ کرو ؛

لوقا ۱۲ : ۲۲

مندرجہ بالا فقرہ ایک الٰہی شخص کی زبان فیض رساں اور مبارک سے نکلا ہے۔ یہہ دنیا کہ جس پر ہم انسان آباد ہیں اگر باریک بینی سے نظر ڈالکر دیکھو موجودہ صورت میں تفکرات سے پُر معلوم ہوتی ہے۔ اور انسان کو بے شمار فکروں میں خیش روز غلطاں وپیچاں رہنا پڑتا ہے۔ بادشاہ وقت کے تفکرات رموز سلطنت کے ہیں۔ امیروں صاحب دولت سوداگروں کے فکر حصول دولت کے ہیں۔ گداگروں کے فکر نان شبینہ کے ہیں۔ غرض کہ کوئی خورش کی فکر میں ہے اور کوئی پوشش کی فکر میں ہے۔ اور سب اس طور سے ان فکروں میں مشغول ہیں کہ اپنے آپ کو بھی بالکل بھول بیٹھے ہیں۔ اور صرف اس دنیائے فانی کی بے ثبات اور بے قرار لبھانے والی اشیا پر شیدا ہو کر صرف اسی کو اپنا مال سمجھ بیٹھتے ہیں حتیٰ کہ موت اچانک میں آکر ان سب کو ہر طرح کی فکروں سے الگ کر دیتی اور دل کی دل ہی میں رہ جاتی ہے ؛

صرف دنیاوی اور جسمانی فکروں میں لگا رہنا انسان جیسے صاحب عقل وذی فہم مخلوق کے شایاں نہیں ہے جس حال میں کہ ایک اہم اور ضروری فرض اس سے بڑھ چڑھ کر اس کے مدنظر ہے یعنے اپنی بیش قیمت اور غیرفانی روح کی فکر۔ جسم اور دنیا کے فکر کو چنداں خیال نہ کرکے اس کے فکر میں لگنا دانائی کا کام ہے۔ اس سے انسان کا بڑا خیرخواہ اس کی نجات کا دینے والا اور چاہنے والا بطور نصیحت کے فرماتا ہے فکر نہ کرو۔ کس بات کا فکر؟ کھانے پینے اور پہننے کا فکر نہ کرو۔ دنیا کے بندے ایسے فکروں میں رات و دن لگے رہتے ہیں پر وہ ایماندار کو کہتا ہے کہ ایسے تفکرات میں اپنے آپ کو نہ ڈالو پر سب سے پہلے خدا کی بادشاہت کی فکر کرو یعنے اپنی روح کی نجات پاکر بہشت کے لایق ہو جانے کی فکر کرو۔ اور وہ فکر سودمند ہوگی اور اس فانی دنیا کے گذر جانے کے بعد تم غیرفانی عالم میں خوشحال ہوگے ؛

افسوس صد افسوس کہ بے شمار لوگ صرف دنیا اور جسم ہی کے فکروں میں لگے رہتے اور روح کی کچھ فکر ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی وہ اس دنیائے دوں کے عوض میں گویا اپنی ابدی زندگی کو بیچ دیتے اور یوں اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے برباد کرتے ہیں

وہ جو یہہ فقرہ فرماتا ہے وہ خود اس دنیا کے فکروں سے مبرا اور پاک رہا اور ایک عمدہ نمونہ ایمانداروں کے لئے چھوڑ گیا۔ بلکہ اُس نے انسانوں کے لئے ان کی نجات کی فکر کی اور ان کیلئے نجات حاصل کر چکا ہے اور اب ان کی بہتری اور بہبودی چاہ کر ان کی فکروں کو آسمانی باتوں کی طرف لگانا چاہتا ہے۔ وہ انسان کی روح کی بڑی بھاری فکر کرتا اور روح کو نجات ابدی دلوانا چاہتا ہے اور ایمان کی شرط پر نجات کی بڑی نعمت مفت میں بخشدینے کو تیار ہے۔ کاشکہ گنہگار اپنی بھلائی کے دنوں کو سمجھیں اور فوراً اس انسان کی نجات کے بڑے فکرمند کی باتوں کو سنیں اور قبول کریں اور آسمانی برکت کو حاصل کریں ؀

راقم

جے۔ ایس

بقیہ

غلام۔ آزاد

اب ہم کلام ربانی کا ایک اور مقام ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے روشن ہو جاویگا کہ خدا کی نظر میں انسان کا کیا حال ہے۔ "احمق اپنے دل میں کہتا ہے خدا نہیں۔ وہ خراب ہوئے اُن کے کام مکروہ ہیں کوئی نیکوکار نہیں خداوند آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا تا دیکھے کہ ان میں کوئی دانشمند خدا کا طالب ہے یا نہیں۔ وہ سب گمراہ ہوئے وہ ایک ساتھ بگڑ گئے کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" زبور ۱۴: ۱ و ۲ و ۳۔ اگر ۵۳ زبور کی پہلی ۳ آیات کو پڑھیں تو قریباً یہی عبارت وہاں پر موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ راقم زبور کے دل پر روح القدس نے جو الہام کا بخشنے والا ہے پورا پورا نقش کر دیا تھا کہ انسان کا ذاتی حال خدا کی نظر میں بلا استثنا بالکل نفرت انگیز اور خراب و خستہ ہے اور انسان کے نزدیک لاعلاج کیونکہ وہ گناہ اور خرابی کا غلام اور مغلوب ہو چکا ہے۔ پھر زبور کی عبارت کا مفصل اقتباس اور حوالہ عہد جدید میں موجود ہے جس کے مطالعہ سے اس حقیقت کی سچائی میں ذرہ بھی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ اگر عہد قدیم میں کچھ دھندلا سا نظر پڑتا ہے تو عہد جدید میں ہم دوپہر کی سی روشنی دیکھتے ہیں اور یقین کے کمال تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ "کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی سمجھنے والا نہیں کوئی خدا کا طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے ہیں کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔ اُنکا گلا کھلی ہوئی گور ہے اُنہوں نے اپنی زبان سے فریب دیا ہے اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن کے منہہ میں لعنت اور کڑواہٹ بھری ہیں۔ اُن کے قدم خون کرنے میں تیز ہیں۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور پریشانی ہے۔ اور انہوں نے سلامتی کی راہ نہیں پہچانی۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے خدا کا خوف نہیں" رومیوں ۳: ۱۰ آیت سے ۱۸ تک۔ مذکورہ بالا مقامات میں ذی روح و ذی عقل انسان کی جو اپنی فعل مختاری کے بد اور نامناسب استعمال سے گناہ اور خرابی کے تحت میں آکر غلام اور شیطان کا بندہ ہو گیا ہے۔ صحیح صحیح تصویر کھینچی گئی ہے اور اس تصویر کا کھینچنے والا اور مصور روح القدس ہے جو کبھی غلطی نہیں کرتا۔ ہائے افسوس یہہ تصویر کیسی سیاہ اور ڈراؤنی اور مہیب اور نفرت انگیز ہے۔ مگر اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ یہہ تصویر صحیح اور درست ہے +

واضح ہو کہ کلام الہی میں اس تصویر کا نام ہے۔ "جسم" اور "جسمانی مزاج" جیسا مرقوم ہے "جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے" انجیل یوحنا ۳: ۶۔ نیز دیکھو "کیونکہ وہ جو جسم کے طور پر ہیں اُن کا مزاج جسمانی ہے" "کہ جسمانی مزاج موت ہے" "اس لئے کہ جسمانی مزاج خدا کا دشمن ہے کیونکہ خدا کی شریعت کے تابع نہیں اور نہ ہو سکتا ہے" اور جو جسمانی ہیں خدا کو پسند نہیں آسکتے"۔ رومیوں ۸: ۵، ۶، ۷، ۸ آیات +

اب ہم خلاصہ کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ سطح زمین پر بہت سے لوگ ایسے آباد ہیں جو بے خدا ناامید۔ بے پرواہ۔ بے فکر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں اور حیوانات مطلق میں کچھ فرق نہیں۔

سوال۔ انسان کی ہستی کی اول غرض کیا ہے؟

جواب۔ انسان کی ہستی کی اول غرض یہہ ہے کہ خدا کا جلال ظاہر کرے اور اس میں ہمیشہ خوش رہے۔ مگر ان لوگوں کی ہستی کی اول غرض یہہ ہے کہ کھاؤ۔ پیؤ۔ اور عیش کرو کہ کل مرنا ہے۔ یسعیاہ نبی کی معرفت خداوند اپنی خاص اور چیدہ و برگزیدہ قوم کے حق میں یوں فرماتا ہے "سنو اے آسمانو اور کان لگا اے زمین۔ کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ لڑکوں کو میں نے پالا اور پوسا پر اُنہوں نے مجھ سے سرکشی کی۔ بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور گدھا اپنے صاحب کی چرنی کو۔ بنی اسرائیل نہیں جانتے



میرے لوگ کچھہ نہیں سوچتے ہیں۔ آہ خطا کار گروہ ایک قوم جو گناہ سے لدی ہوئی ہی بدکاروں کی نسل خراب اولاد کہ اُنہوں نے خداوند کو ترک کیا اسرائیل کے قدوس کو حقیر جانا اس سے بالکل پھر گئے۔" یسیاہ۔ ۱: ۲ و ۳ و ۴ +

ہم کہتے ہیں کہ جبکہ چیدہ اور خاص قوم کا یہہ حال ہی جن کو ایسی عظیم اور خاص برکتیں اور نعمتیں حاصل تھیں کہ خدا نے ان میں متواتر انبیا اور رسل اور وحی اور الہام نزول فرمایا اور ہر طرح سے ان کا حامی اور مددگار رہا اور غیر اقوام سے ان کو علیحدہ کیا۔ حتیٰ کہ یہہ قوم تمام دنیا کی تمام اقوام کے لئے برکتوں کا مخزن ٹھہری تو پھر غیر اقوام کا کیا حال؟ کلام الہٰی کے اس مقام سے ثابت ہوتا ہی کہ انسان کا حال تو حیوانات مطلق سے بھی بدتر ہو گیا ہی کیونکہ وہ تو اپنے مالک کو پہچانتے اور اپنے صاحب کی چرنی کو جانتے مگر چیدہ اور برگزیدہ لوگ اپنے خالق اور مالک و آقا کو جس نے ان کو پالا اور پوسا نہیں جانتے یعنے اس کے احکام پر نہیں چلتے۔ اس حالت کا کوئی مستثنیٰ نہیں سب گمراہ ہوئے سب کے سب نکمے ہیں کوئی خدا کا طالب نہیں۔ کوئی راستباز نہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں +

پھر روئے زمین پر ایسے لوگ بھی آباد ہیں جو مذکورہ بالا گروہ سے مختلف ہیں جو اپنے گمان میں عاقبت کا فکر کرتے اور اقرار کرتے ہیں کہ ہماری ہستی یعنے موجودہ زندگی چند روزہ ہی اور ابدیت باقی ہی اور کہ خدا نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیگا اور اپنے طور پر سعی و کوشش بھی کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے ان سے اعمال حسنہ سرزد ہوں تاکہ ان کی عاقبت اچھی ہو۔ وہ اپنے ضمیر کی آواز کی کسی قدر پرواہ کرتے اور اپنی عقل کو مقدم رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ضمیر اور عقل کی روشنی کافی ہی۔ لہذا وہ لوگ الہام ربانی کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ اس جماعت میں یورپ اور امریکہ اور باقی دنیا کے عقل پرست لوگ شامل ہیں۔ یہہ بڑی بھاری جماعت ہی اور ان میں بڑے بڑے عالم و فاضل گذر گئے اور اب موجود ہیں جو اپنی عقل کو مقدم رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں انسان۔ گناہ۔ عاقبت۔ اور خدا اور ابدیت اور روح کی فنا یا غیر فنا وغیرہ وغیرہ کی نسبت معلوم کرنا لازمی اور ضروری ہی۔ ہم اپنی عقل سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس جماعت کے علما و فضلا نے ان مسایل کی نسبت کتب کے دفتر کے دفتر لکھہ مارے ہیں جن کے ادراک اور سمجھنے کے لئے ان علما و فضلا کی عقل کی اشد ضرورت ہی مگر تسلی ندارد ہی کہ گناہ موجود ہی اور اس کا علاج ندارد۔ کیا معنے کہ گناہ کے آغاز اور ہستی اور اس کے دفع کرنے کی نسبت بیشک بہت کچھہ تحریر کیا گیا مگر سب لاحاصل۔ کیونکہ تسلی نہیں ہوتی کہ شریعت کا عدول معاوضہ کا طالب ہی +

مذکورہ بالا دونوں جماعتیں غلام ہیں۔ پہلی جماعت گناہ اور شیطان کی ایسی سخت غلام ہی کہ اپنی غلامی کی حالت کو بھی بھول بیٹھی ہی۔ ان کے ضمیر سُن گئے ہیں۔ وہ نیکی و بدی اور راستی و ناراستی میں امتیاز نہیں کرتے اور نہ اپنے فرائض کو پہچانتے ہیں۔ چہ جائیکہ خدا کو پہچانیں۔ ان کی حالت حیوانات مطلق سے بدتر ہی۔

دوسری جماعت اپنی عقل کی غلامی میں گرفتار ہی اور عاقبت کا فکر اور اندیشہ تو موجود ہی مگر کیونکر عاقبت بخیر ہو نہیں جانتے اور اگر جانتے ہیں تو اس طریقہ کو قبول و منظور نہیں کرتے لہذا غلام کے غلام ہی رہتے ہیں +

ہم نے اوپر بیان کیا ہی کہ خدا کی تمام اور کمال صفات کو مدِنظر رکھنا لازمی اور ضروری ہی اور نہ کہ اس کی جزوی صفات کو یاد رکھنا اور باقی صفات کو فراموش کرنا یعنے خدا کی جو صفات ہمارے مقصد کے موافق ہوں اُنکو یاد رکھنا اور اُنہیں کا ہمیشہ ذکر کرنا اور باقی صفات سے نظرانداز ہی کرنا درست نہیں۔ مثلاً خدا کی رحیمی اور کریمی کو ہمیشہ یاد کرنا اور اس کے صدق۔ قدرت مطلق۔ پاکیزگی۔ عدل اور غیرت۔ لاتغیر و لاتبدل کو فراموش کرنا سخت غلطی بلکہ خطرناک بات ہی۔ وقت نزدیک ہی کہ یہہ غلطی فاش ہو جاویگی اور ہمیں معلوم ہوگا کہ خدا تمام و کمال صفات کا جامع ہی اور نہ کہ اس میں کوئی نقص ہی اور نہ اس کی کوئی صفت شکست کھاتی ہی بلکہ یہہ معلوم ہوگا کہ خدا کی شناخت کا راہ مستقیم وہی ہی جو اس کی تمام و کمال صفات کا اظہار کرتا ہی +

ہم پھر کہتے ہیں کہ عدولِ شریعت معاوضہ کا طلبگار ہی یعنے ذی روح مخلوق کی سرشت اور نیچر میں ایک جوہر اور خاصہ ہی جو نیکی اور راستی سے خوش اور بدی اور ناراستی سے ناخوش ہوتا ہی۔ یہہ جوہر اور خاصہ خدا کی طرف سے ذی عقل مخلوق میں قایم کیا ہوا ہی۔ حواس خمسہ یعنے دیکھنا سُننا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ اور چھونا یہہ حواس خمسہ انسان میں ظاہری قوتیں ہیں۔ ہر ایک قوت اپنا اپنا کام کرتی ہی مگر بیماری اور ضعف کے باعث

یہہ قوتیں ناقص بھی ہو جاتی ہیں اور اپنا اپنا کام پورا کرنے سے رہ جاتی ہیں یا کامل طور سے اپنے فرایض کو ادا نہیں کرتیں۔ ایسا ہی حال ہے۔ اندرونی اور باطنی قوتوں کا کہ سالم انسان میں باطنی قوتیں اپنا اپنا کام کرتی ہیں مگر بیماری اور ضعف میں ناقص ہو جاتی ہیں۔ باطنی بیماری اور ضعف گناہ اور بری عادتوں کا جمع ہونا ہے۔ وہ جوہر اور خاصہ جو خدا کی طرف سے ذی روح مخلوق کے اندر قایم کیا ہوا ہے اور سالم شخص میں اپنا کام کرتا رہتا ہے ہمیشہ نیکی اور راستی کو پسند کرتا اور بدی اور ناراستی سے ناراض ہوتا ہے۔ جیسا سالم انسان شیریں کو پسند کرتا اور تلخ کو ناپسند کرتا ہے۔ اب واضح ہو کہ بغیر امتیاز جو جوہر اور خاصہ ہے ہر ایک ذی عقل مخلوق کا جو ضمیر ہے گناہ کے وقوع پر جو شریعت کا عدول ہے گناہ گار سے ناراض ہوتا اور معاوضہ کا طالب رہتا ہے۔

اُمہاتُ المومنین

اور ڈاکٹر صادق علی صاحب کپورتھلوی

ہر ایک بات کا جواب ممکن نہیں۔ اگرچہ ملحد اور ناخلف ذات الٰہی کو بھی جواب دیدیتے ہیں۔ مگر اللہ والوں کے نزدیک یہہ جواب کیا ہے۔ ایسے بیوقوفوں کے حق میں حضرت داؤد فرماتے ہیں۔ احمق اپنے دل میں کہتا ہے کہ خدا نہیں۔ وہ خراب ہوئے ان کے کام مکروہ ہیں۔ کوئی نیکو کار نہیں۔ زبور ۱۴ آیت ۱ لاجواب تو اللہ کی ہی ذات ہے۔ دنیا میں تو ہم کسی کو لاجواب نہیں کہہ سکتے۔ مگر بیہودہ باتوں اور راست تواریخی باتوں کا کیا جواب ہو سکتا ہے مثلاً مصنف امہات المومنین نے جو واقعات پیغمبر عربی کے لکھے ہیں اُن کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ اُن بُری بھلی باتوں کا انکار تب ہی ہو سکتا ہے اگر محمدی صاحبان یہہ بات ثابت کر دیں۔ کہ محمد عربی جس کو کہتے ہیں کبھی صفحہ ہستی پر نہ ہوا تھا اور یہہ اس صورت میں کہ قرآن و احادیث اور تواریخ محمدیہ کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیں۔ جب یہہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہہ ناممکن الوقوع امر ہے۔ تو امہات المومنین کا جواب بھی ناممکن اور یہہ بات اُن جوابوں سے ثابت ہو چکی ہے جو آج تک محمدیوں سے ظاہر ہوئے۔ واقعات کو کسی نے رد نہیں کیا اور نہ کوئی کر سکتا ہے اور تا قیامت نہ کوئی کر سکیگا پس امہات المومنین کا جواب تا قیامت مسلمانوں سے نہ بن سکیگا؛

سب سے عمدہ جواب جو آج تک اس کا دیا گیا ہے وہ مرحوم سر سید احمد صاحب کا ہے عمدہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اس میں محمدیت بہت کم ہے۔ شرافت متانت اور سنجیدگی اس میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ جواب کی طرف سے جواب ہی ہے۔ جواب الجواب ہمارے لایق مصنف امہات المومنین نے بخوبی دیدیا ہے جو پہلے نورافشاں میں پھر رسالہ کی صورت میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ اہل بصیرت نے دیکھا ہوگا کہ وہ جواب سید مرحوم کی لیاقت اور تفتیش کو کس قدر داغ لگانے والا ہے۔ اس کے شایع کرنے والوں نے بڑی غلطی کی کہ سید مرحوم کے نام سے شایع کر کے مرحوم کی لیاقت و شہرت پر دھبہ لگا دیا۔ خیر وہ جانیں۔ اور جوابات جو محمدی صاحبان نے دئے ہیں ان کے لفظ لفظ سے محمدیت ٹپکتی ہے۔ اُن کا جواب بس

جوابِ جاہلاں باشد خموشی

بس ہے۔ کیونکہ سوائے گالیوں اور بد زبانی کے اور ان سے کچھ نہیں بن سکا۔ اور یہی شروع ہی سے اُن سے امید کی گئی تھی۔ سو مرزا قادیانی کو معلوم ہو کہ ہمارے دو الہام امہات المومنین کی نسبت لفظ بلفظ راست و درست نکلے۔ لہذا آپ اکیلے ہی قادیان میں پیغمبر بنے بیٹھے رہیں اور الہام کی ہنڈیا چاٹا کریں۔ آپ اپنے الہاموں کو تاویل سے سچ ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ وہ بھی نہیں ہوا کرتے۔ لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہو جاتی ہے جسکی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ یہاں بغیر تاویل کے دیکھ لو کہ الہام راست و درست ہے۔

پہلا الہام ہم کو یہہ ہوا تھا کہ امہات المومنین کا جواب محمدیوں سے کبھی بن نہ آیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ دوسرا الہام یہہ تھا کہ امہات المومنین کا جواب محمدیوں سے سوائے کفر جھوٹ اور گالیوں کے کچھ نہ ہو سکے گا۔ سو ویسا ہی ہوا۔ اس کے ثبوت میں آپ نے ڈاکٹر صادق علی کپورتھلیہ کی کتاب بجواب امہات المومنین دیکھی ہوگی۔

اس کے جواب میں پہلی کوشش محمدیوں کی عدالت سے چارہ جوئی تھی۔ لفٹنٹ گورنر۔ گورنر جنرل۔ حتی کہ پارلیمنٹ تک پہنچے۔ مگر اس کا جواب تو تمام دنیا کی سلطنتوں کو چھوڑ نیچر میں نہ تھا۔ وہاں سے ٹکا سا جواب ملا۔ اپنا سا منہہ لیکر رہ گئے۔ پھر اُنہوں نے جب دیکھا کہ کچھ بن نہیں آتا اور تلوار بھی ہاتھ میں نہیں تو پھر اپنی اصلیت پر آ گئے۔ گالیاں۔ بد زبانی۔ کفر بولنے لگ گئے۔ اب اسی کو وہ جواب سمجھتے ہیں اور جاہل محمدی تو پھر آپ جانیں۔ ایک تو جہالت اس پر محمدیت کی پیوند۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ وہ مسیحیوں کے ساتھ کیا کچھ سلوک کرتے ہونگے۔ ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ بازاری وعظ میں جو کہیں امہات المومنین کا ذکر آ گیا تو پھر کیا تھا انگریزی ناچ اور یورپ کی

زناکاری کو اپنے دعوے کا پردہ بناکر ہمارے آگے کھڑی کردی اور وہ گالیاں دیں کہ توبہ ہی بھلی چونکہ بال (Ball) انگریزوں میں جائز ہے اس لئے محمد صاحب پر کوئی عیب نہیں آسکتا۔ اس جواب کی قدر مسٹر صادق علی جیسے مصنف ہی سمجھتے ہونگے۔ ہمارا الہام یہاں قاصر ہے۔ یا خود بدولت قادیانی صاحب نے سمجھی ہوگی۔ خیر یہہ جملہ تو معترضہ آگیا۔ ڈاکٹر صادق علی نے ایک کتاب بجواب امہات المومنین ان دنوں شایع کی ہے مشتہر تو وہ پچھلے سال سے ہو چکی ہے۔ مگر بندہ کی نظر سے ان دنوں گذری میں نے اس کو شروع سے آخر تک دیکھا اور اس پر غور کیا۔ سوائے گالیوں بدزبانی اور کفر کے اس میں کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں۔ جو الزام مصنف امہات المومنین نے محمد پر لگائے ہیں ایک کو بھی رد نہیں کرسکا۔ رد کرنا تو الگ رہا بہتوں کا ذکر تک بھی نہیں کیا ہاں اس ذات پاک ربنا یسوع المسیح کی شان میں۔ (جس کی شان میں قرآن کا خدا بھی یوں فرماتا ہے۔ وجیھاً فی الدنیا والآخرت) جہاں تک ہو سکا ہے کفر بکا ہے جس سے یہہ ثابت کردیا ہے کہ محمد کا نہ صرف چال چلن ہی درست نہ تھا۔ بلکہ اُسکی تعلیم بھی ایسی ناپاک ہے جس کی تاثیر اس کے پیرووں پر ایسی پڑی ہے کہ اُن سے سوائے کفر اور بدزبانی کے اور کچھہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا؛

میں اسپر ریمارک کر رہا تھا تو مجھے ایک بزرگ نے فرمایا کہ امہات المومنین کے دعوی اور ڈاکٹر صادق علی کے جواب دونوں کو بالمقابل لکھکر کرٹی سائز کرنا چاہئے میں نے عرض کی کہ جناب یوں تو یہہ ایک بڑی ضخیم کتاب بن جائیگی۔ اور فایدہ کیا ہوگا چند نوٹ لکھکر ناظرین نورافشاں کے پیش کردیتا ہوں کہ مشتے نمونہ از خروارے لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ اس میں کیا ہے۔ یہاں میں ڈاکٹر صاحب کی گالیوں اور بدزبانیوں کی نقل نہیں کروں گا صرف کہیں کہیں سے اس کے جواب کے زور کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں؛

ایک نظر ادھر بھی

۲ قرنتیوں ۶: ۲ کا آخری حصہ

دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو اب نجات کا دن ہے۔ زندگی ایک فرصت ہے جس میں ہم خدا سے میل کرسکتے۔ اور اپنی نجات سرمدی حاصل کرسکتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا گنہگار کو پیار کرتا اور اس کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ اکثر ایسے اعلان جاری کرتا جن سے ہمیں خواب غفلت کی غنودگی سے بیدار کرے "ارے تو جو سوتا ہے۔ اُٹھ" آج بھی وہ ہماری آنکھوں کو کھولا چاہتا ہے۔ کہ ہم دیکھیں اور اپنی قبولیت کے ایام پر سوچیں۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ اب جبکہ فضل کا دروازہ کھلا ہے اور زندگی کے دن باقی ہیں اُٹھ ہوشیار ہو اور سوچ اپنی چند روزہ زندگی پر "تیرے دن ڈاک سے بھی زیادہ جلد رو ہیں" زندگی کوتاہ ہے۔ ا۔ زندگی کی کوتاہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا یہہ خیمہ سا خاکی گھر خدا نے ویرانہ بنایا۔ یہاں تک کہ اگر گناہ کی مرض جو موت تک منتہی ہوتی ہے "جس دن تو کھائیگا۔ ضرور مر جائیگا" درمیان حائل نہ ہوتی۔ تو ہم ابد الآباد تک قائم تھے۔ آہ ہر گناہ نے اگر ہماری زندگی کو کوتاہ کیا۔ "انسان کے دن گھاس کی مانند ہیں وہ جنگلی سوسن کی مانند پھولتا ہے کہ ہوا اس پر سے گذرے اور وہ نہیں اور اس کا مکان پھر اُسے نہ پہچانیگا" گھاس سوکھ جاتی۔ اور پھول مرجھا جاتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہری بھری گھاس جو صبح باد صبا کے جھونکوں سے لہراتی ہے اور پھول اپنے جوبن کی بہار دکھائے۔ اپنی خوشبو سے گرد و نواح کو معطر کئے ہوئے ہے شام کو سوکھ جاتا اس کی خوبصورتی جاتی رہتی پنکھڑیاں ہوا میں چھتر جاتیں۔ کیا یہہ تجھے تیری زندگی کا سبق نہیں سکھلا جاتے اُن کی زبان حال اگر زبان قال سے مبدل ہوجاتی تو وہ تجھے تیری غفلت اور سستی سے بیدار کرتیں۔ اور تجھے تیری زندگی کے دن گننا سکھاتیں۔ آ۔ اُن کے مکتب میں بیٹھ اور زندگی کی کتاب کو پڑھ۔ اس کے حروف ابجی ہی ہیں۔ ہر ایک صفحہ کی ابتدا میں بڑے بڑے اور جلی حرفوں میں تو یہی سطور دیکھیگا فنا! فنا!! فنا!!! کیا تو نے تھوڑی دیر بیٹھ اور خلوت گزیں ہو۔ اپنی زندگی کے اوراق کا مطالعہ کیا۔ اور سوچا کہ تیری زندگی کی شب کس قدر گذر گئی۔ یا مبہم کلیات کے سمندر میں غواصی کرتا رہا اور سمجھتا رہا کہ تیری زندگی ابدی ہے۔ تیری مسافرت کی رات چھوٹی ہے۔ ستارے ڈوب رہے ہیں۔ ایک ایک کرکے سب غروب ہو جائیں گے۔ قافلہ عدم کو روانہ ہے چاند بھی اپنا کام کرکے زمین کی گہرائی میں جا سوتا ہے۔ کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کا دیا کب گل ہو جائے کب باد اجل اپنا پنکھہ مارکر اس کو ہمیشہ کے لئے بجھا دے۔ ذرا اپنے کان کھول اور سن یہہ کیا شور و غل مچا ہوا ہے یہہ دھیمی دھیمی روشنی مشرق کی سمت سے کیسی نمودار ہے۔ کوس رحلت دھم دھم بج رہے ہیں۔ اُن کی آواز دور سے عالم گونج رہا ہے۔ پہرے والے بیدار ہو بیدار ہو۔ کی بلند آوازیں دیکر اپنے گھروں میں جا سوئے۔ چہار سو سے اُٹھو اُٹھو کی صدائیں آرہی ہیں۔ او۔ غافل کیا تو اب تک سویا پڑا ہے یہہ غفلت اور بے پرواہی کیسی۔ زندگی مثل سراب ہے اگر تو کسی چیز کی نسبت یقینی کہہ سکتا ہے کہ ضرور ہوگی تو وہ تیری موت ہے تو ضرور مریگا موت کے اور تیرے درمیان چار ایک انگل کا بھی فرق نہیں

دم آیا نہ آیا سینکڑوں جنازہ تیری آنکھوں کے آگے سے گذرے۔ بہتوں کو تونے اپنے ہاتھوں تہِ خاک سُلا دیا۔ تیرے عزیز و اقارب تیرے سامنے اس سرائے فانی کو چھوڑ کر شہر خموشاں میں جاگزین ہوئی۔ کہاں ہیں تیرے والدین۔ کدھر ہیں تیرے ننھے ننھے بچے اور کدھر گئے تیری قوت کے بازو۔ تیرے پیارے اور مہربان دوست۔ مونس و غمخوار بھائی جو عین عالم شباب میں بسوئے جاودانی سدھار گئے۔ جن پر تیرے لکھوکھا ناز اور غمزے تھے۔ جن پر تو فخر کرتا۔ جو گویا Back bone تھے۔ آبیٹھ جا۔ اور اُن کی طرف سوچ اور آہ سرد بھر اور کہہ ؎

نہیں بھروسہ ہے ایکدم کا کھلا ہے یاں راستہ عدم کا
جو آیا وہ بھی ہوا روانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے۔

اس نیلی گنبد کے نیچے زمانہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔ کیا یہہ باتیں تجھ کو آج کا دن یاد نہیں دلاتیں اور تیری فرصت کی عمدہ دلیل ہیں۔ اب جبکہ قفس عنصری میں مرغ روح آشیانہ بنائے ہے۔ اور تار نفس کی آمد آمد لگی ہے۔ خدا کی طرف پھر۔ اپنے دل کو ٹھکانے لگا۔ وہ ایسے موقعہ پر مدد کرنیکو تیار ہے۔ جنہیں قبولیت۔ اور نجات کے ایام کہتے ہیں۔ نہ سوچ کہ تو نہیں مریگا۔ تو ضرور مرنیوالا ہے۔ Man is mortal

Man is mortal اس زور کی آواز جو تیرے گوش دل کے دروازہ کو مار رہی ہے اور بڑے زور اور سرگرمی کے ساتھ مگر محبت کی حدت اور تیزی سے یہہ پکارتی ہے۔ کان لگا اور سُن اپنی ہوش سنبھال۔ سُستی اور غفلت کے جامہ کو اُتار اور اس کو اپنا بازو بند بنا۔ اپنے سینہ پر باندھ۔ یہی تیری سلامتی کا تعویذ ہے۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو اب نجات کا دن ہے یاد رکھ کہ خدا ہمیشہ تک صبر نہیں کرتا۔

مسیح کی تعلیم

نواں باب

مسیح کی تعلیم راستبازی کی بابت

(۱) مسیح دینی رسموں کی بابت اپنے لوگوں کے خیال کی اصلاح کرتا ہے۔
(۱) ظاہری راستبازی۔
(۲) سبت کا دن۔
(۳) مقررہ دنوں اور وقتوں کا روزہ رکھنا۔
(۴) خدا کی عبادت۔
(۵) باہمی فرائض۔
(۶)—(۱) شریعت کا قانون اور مسیح کا اندرونی قانون۔
(۲) مسیحی چال اور دنیا کی۔
(۳) مسیحی خوبیاں اور دنیاوی خوبیاں
(۷)—(۱) مسیح راستبازی جانچنے کیلئے نئی کسوٹی دیتا ہے۔
(۲) مسیح راستباز ہونیکا ایک نیا وسیلہ دیتا ہے۔

مسیح کی راستبازی کی تعلیم کامل اور آخری ہے۔ اس راستبازی کا عمل میں لانا کلیسیا کی کوشش ہے۔ مسیح کو ضرور نہیں تھا کہ وہ راستبازی کا اُستاد ہوکے راستی کی ساری بات نئے سرے سے بتاوے۔ دنیا کے ہر ایک ملک میں اگر لوگوں کی عقل (یہودیوں کی عقل کے) برابر نہ تھی تو بھی نیکی اور بدی کی پہچان کچھ نہ کچھ کم و بیش سبھوں کے دل میں تھی۔ چنانچہ یہودیوں نے جن کے پاس وہ آیا اور جن کے درمیان وہ منادی کرتا تھا خدا کی ہدایت اور موسیٰ اور نبیوں کے وسیلہ تربیت اور نصیحت پائی تھی اُن کے پاس وہ دس احکام تھے جو آج تک آدمی کا فرض خدا کی طرف اور آدمی کی طرف بتانے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور عہد عتیق میں زندگی کاٹنے اور خدا کی عبادت کرنے کے قاعدے اور قانون بھی پائے جاتے تھے۔ پھر اُن کے علاوہ چال وچلن کی بابت بے شمار روائتیں ان میں قایم ہو گئیں اس مطلب سے کہ وہ خدا کے قانون کے ارد گرد احاطہ باندھ کے خدا کے احکام توڑنے کے خوف سے بچے رہیں۔ مسیح کے زمانہ میں ایسے بندوبست اور انتظام جاری تھے جن میں کچھ الہی اور کچھ انسانی کچھ چندروزہ اور کچھ دایمی اور غیر فانی باتیں موجود تھیں۔ اس لئے جب مسیح نے راستبازی کی تعلیم کا دینا شروع کیا تو اس کا خاص کام یہہ ہوا کہ اس ملک اور زمانہ کے لوگوں کے خیال کی اصلاح کرے اور درست کرکے روحانی طور سے راستبازی کے بلند معنے ظاہر کرے۔ مسیح کی خدا کی بادشاہت کی حقیقی راستبازی اُس راستبازی سے مقابلہ کرتی تھی جو اُس زمانہ کے یہودیوں کے درمیان مانی جاتی تھی۔ اور یہودیوں کی راستبازی کی اصلاح کرنے میں مسیح دو خاص طریقے سکھلاتا تھا جو یہہ ہیں۔ پہلے اندرونی طریقہ۔ اور دوسرے کشادہ دلی کا طریقہ۔

جیوں ہی ہم مسیح کی تعلیم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی راستبازی کی باہری نہیں ہے باطنی اور تنگ اور متعصب نہیں لیکن کشادہ اور وسیع ہے۔ پہلے ہم مسیح کے اندرونی طریقہ کے معنے ظاہر کرنے میں اس کی تعلیم میں سے چند باتیں پیش کریں گے۔

(۱) یہودوں میں ایک دینی طریقہ یعنے ظاہری راستبازی جاری تھی جس کی قدردانی ہم بمشکل کر سکتے ہیں آج کل ایسے مذہبی دستورات کے دیکھنے کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جانا چاہیے۔ ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ گائے کا گوشت کھانے سے ہندو مذہب برباد ہو جاتا۔ اور نیچ ذات کے آدمی کو چھونے سے اور اس کا سایہ

کھانے پر پڑ جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسیطرح سے یہودیوں میں سوئر اور خرگوش اور بہت سے اور جانوروں کا گوشت کھانا ناروا تھا اور آدمی مردے کے چھونے اور دوسری جسمانی رسموں سے مذہبی طور سے ناپاک ہو جاتا موسیٰ کی شریعت میں ایسا لکھا تھا اور ہم بھروسہ رکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے دینی دستورات میں ایک الہٰی ارادہ اور سبب تھا۔ لیکن کل ظاہری رسموں میں یہہ بڑا خطرہ رہتا ہے۔ جہاں کسی مذہب میں ظاہری راستبازی حقیقی اور اخلاقی راستبازی کے ساتھ پہلو بہ پہلو ملتی ہے وہاں اکثر ظاہری راستبازی مقدم ہو جاتی ہے کیونکہ نیکی کرنے اور نیک بننے کی بہ نسبت یہہ بہت ہی آسان ہے آدمی کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ ظاہری رسوم پر زیادہ زور دینے کو مایل ہے اور اخلاقی باتوں میں یہاں تک خواب غفلت میں سوتا ہے کہ لوگ جو اپنے کو بہت نیک سمجھتے ہیں حقیقت میں بالکل ناراست اور بدکار ہیں۔ اور یہہ نتیجہ ہندوؤں کے حال میں ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے درمیان گائے کا گوشت کھانا جھوٹ بولنے سے زیادہ گناہ شمار کیا جاتا ہے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں اس بُرائی کا خمیر یہودیوں اور خاصکر فریسیوں میں جو اُن کے مذہبی اُستاد تھے زیادہ اثر کرتا تھا۔ لوگوں پر زبردستی کرنا ریاکاری اور والدین پر بیرحمی اور لاپروائی کرنا اُن کے چال چلن میں تھا۔ توبھی اُن کی بابت وہ کہتے تھے کہ یہہ کچھ مضایقہ کی بات نہیں اور ظاہر میں لوگوں کے سامنے اپنے تئیں راستباز اور دھرمی دکھاتے تھے۔ جیسا مرقس ۷: ۹-۱۳ اور متی ۲۳: ۲۳-۲۵ میں مرقوم ہے*

مسیح نے ان تمام ظاہرا راستبازی کو ایک وعظ میں ایک دم رَدّ کر دیا۔ ہاں کئی ایک دستورات جو موسیٰ کی شریعت میں تھے اُن کو بھی رَدّ کیا اور کرتے وقت اس بات کا فیصلہ اور گواہی سُننے والوں کی عقل اور تمیز پر چھوڑ دیا اس نے سب لوگوں کو پاس بُلا کے سمجھایا کہ آدمی کھانا کھانے سے ناپاک نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وہ کھانا دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتا ہے اور روح تک نہیں پہنچتا لیکن صرف جسم پر اثر کرتا ہے۔ اسی طرح سے مسیح نے یک لخت کل کھانوں کو پاک بتایا اس نے اُن کے خیالوں کو پھیر دیا کہ وہ ظاہری رسوم سے درگذر کر کے سچی اخلاقی اندرونی باتوں کی طرف متوجہ ہوویں اس نے ان باتوں کے جتانے سے ظاہر کیا کہ ناپاکی اور شرارت کا حقیقی چشمہ خود آدمی کا دل ہے جیسا (مرقس ۷: ۱۲) میں لکھا ہے کہ "کیونکہ اندر یعنے آدمی کے دل ہی سے بُرے اندیشے وغیرہ نکلتے ہیں .... یہہ سب بُری چیزیں اندر سے نکلتی ہیں اور آدمی کو ناپاک کرتی ہیں،، انجیل کے کئی مقاموں کی باتوں سے یہہ گمان ہوتا ہے کہ مسیح خود یہودیوں کی شریعت کے مذہبی دستوروں کو مانتا تھا اس سبب سے کہ اس نے یہودی اور پُرانے عہدنامہ کے وقت میں تربیت پائی۔ لیکن اس کی تعلیم میں یہہ بات ثابت ہے کہ اس کی کلیسیا اور بادشاہت تمام مذہبی دستورات کی قید سے آزاد ہیں*

(۲) پھر مسیح نے سبت کے دن کی رسومات کو اسی طرح سے رَدّ اور تبدیل کیا۔ یہودیوں کے درمیان سبت کے دن کو ہر ایک کام کاج کی سخت ممانعت تھی اس خیال سے کہ ایسے قاعدے خدا کو پسند تھے اور اس ممانعت کا پختہ انتظام کیا گیا اور بہت سے قوانین جاری کئے گئے جن میں کتنے ہی بالکل بیہودہ تھے۔ مثلاً سبت کے روز درزی اپنے ساتھ سوئی نہ رکھے کیونکہ اس میں بوجھ اُٹھانا سمجھا جاتا تھا اور اسی سبب سے کھڑاؤں جس میں کیلیں جڑی ہوں کوئی سبت کے دن پہننے نہیں پاتا تھا۔ یہودی اُستاد لوگ سبت کے دن کو ایسے رکھتے تھے اس خیال سے کہ ہمارے مذہبی مطلب کا انجام اسی طرح کے کاروبار سے ہوگا اور ثواب بھی۔ کہ گویا آدمی اِن باہری رسوم سے سبت کے دن کو ماننے کے لئے بنایا گیا جب حقیقت میں وہ پاکیزگی اور سچائی اور خدا کی بندگی اور رحم اور دوسرے نیک اور اخلاقی کاموں کیلئے پیدا ہوا۔ لیکن اُن کے برخلاف مسیح کہتا تھا کہ "سبت کا دن انسان کے واسطے ہے نہ انسان سبت کے دن کے واسطے"۔ سبت کا دن ماننا خود اپنے میں کچھ حقیقی مذہبی مطلب نہیں رکھتا تھا۔ لیکن وہ ایک وسیلہ تھا جس کا انجام یہہ تھا کہ آدمی کی جسمانی اور روحانی بہبودی ہووے۔ مسیح کے اس فیصلہ سے فریسیوں کے تمام قاعدوں کی قدر گھٹ گئی اور وہ ظاہری رسوم کے برابر بتائے جاتے تھے جن کا باہری طور سے ماننا عبث تھا۔ پھر جب مسیح کے شاگرد سبت کے دن بھوکے ہو کے بالیں توڑ کر کھاتے تھے فریسی لوگوں نے اعتراض کر کے کہا کہ یہہ ناروا کام ہے تو مسیح نے اپنے شاگردوں کا کام حق ٹھہرا کے داؤد کا حوالہ دیا کہ وہ اور اس کے ساتھیوں نے نذر کی روٹیاں جو صرف کاہنوں کو روا تھا کھائیں۔ اور مسیح نے اس کے علاوہ نبی کی باتوں کا حوالہ دیا کہ "خدا قربانی کو نہیں بلکہ رحم کو چاہتا ہے"۔ ان ہی باتوں سے مسیح صاف بتلاتا تھا کہ شریعت جب پوری سمجھی جاتی ہے اس کی تعلیم کے خلاف نہیں ہے اور کہ وہ شریعت کو رَدّ کرنے نہیں۔ بلکہ پوری کرنے آیا کہ اس کا اندرونی بھید ظاہر کرے*

باقی
آیندہ

بقیہ

کرم مارگ

درشن یعنے فیلسوفی

ویشیشک درشن۔ کناد رشی اس درشن کا بانی ہے۔ سانکھ درشن کے بانی کپل رشی نے جس طرح پرکرتی اور پرش کو ازلی مانا ہے۔ کناد رشی نے اسی طرح پانی ہوا۔ مٹی وغیرہ نو ازلی اشیا کو مانا ہے۔ ان نو اشیا کو درب پدارتھ کہتے ہیں ان کے نام یہہ ہیں۔ خاک۔ باد آتش۔ آب۔ نضا۔ وقت۔ لحاظ سمت یعنے حدود اربعہ اور آتما۔ من۔

من بھی ایک باریک ذرہ ہے۔ ذرہ کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ تمام مادی شے ذرہ کے اتصال سے پیدا ہوئی ہے مختلف اشیا کے ذرہ مختلف ہیں۔ لیکن ذرہ نظر نہیں آتا تو کیونکر مختلف اشیا کے ذرہ مختلف نظر آتے ہیں اس سوال کے جواب میں کناد رشی نے فیصلہ کیا کہ ہر مختلف قسم کے ذرہ میں وشیشش vishesha خاصیت نام ایک پدارتھ ہے۔ اس وشیشش لفظ سے اس کے موجد کا نام ویشیشک ہوا۔

کناد رشی مادی فیلسوف تھا Material Philosopher اس لئے ویشیشک درشن میں کہیں بھی ایشور کا نام صاف نظر نہیں آتا۔ کناد رشی نے بھی دھرم کو دو قسم کا بتایا ہے۔ ابھو دیے ہیتو اور نہ پرش ہیتو۔ دکھ کا موقوف ہونا مکتی ہے جب مکتی ہو جاتی ہے تو کچھ بھی دکھ نہیں ہوتا ہے۔ جسم سے روح کے تعلق کے مٹ جانیکا نام مکتی ہے۔

نیائے درشن۔ گوتم رشی اس درشن کا بانی ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے بھی کہیں ایشور کی ہستی کا اقرار کیا ہو۔ پچھلے زمانہ کے نیائک پنڈتوں نے ایشور کی ہستی کو مانا ہے۔ لیکن ان کے خیال میں ایشور جہان کا پیدا کرنے والا نہیں۔ صرف بنانے والا ہے معمار جس طرح مکان کو تعمیر کرتا ہے اسی طرح ایشور نے مادی ذرّوں کو لیکر اس جہان کو بنایا ہے۔ ویشیشک شاستر کے نو درب پدارتھ کے علاوہ۔ پرمان۔ پرمیا۔ سدھانت وغیرہ سولہ پدارتھ کو نیائک پنڈتوں نے مانا ہے۔ یہہ سولہ پدارتھ منطق کے اصول ہیں۔ سو نیائے درشن درحقیقت ہندوؤں کی منطق ہے۔ ہر نجات کے طالب کو منطق کے ان سولہ اصولوں کو خوب دریافت کرنا چاہئے جس سے دریافت ہو جاویگا کہ جسم روح نہیں ہے یقیناً جب یہہ بات محسوس ہوگی تو مکتی ہوگی۔

میمانسا درشن۔ جیمنی رشی اس درشن کا بانی ہے۔ وید کے کرم مارگ کی تائید کرنا اس درشن کا مقصد ہے۔ سرگ بھوگ منش کا مدعا ہے۔ وید کے یگ وغیرہ کرنے سے سرگ حاصل ہو سکتا ہے۔ جو دستور ان رسومات کو عمل میں لانے سے بلا شبہ پھل ملیگا۔ وید بالذات ازلی ہے۔ وید کا آد اور انت نہیں ہے وہ اپورشیہ (apaurusheya) ہے یعنے کسی کی تصنیف نہیں ہے۔ اس فیلسوف کے اصول کے مطابق نہ ایشور ہے نہ دیوتے ہیں۔ سارے دیوتے منتر سروپ ہیں انکا کوئی جسم نہیں ہے اس دلیل کے ثبوت میں وہ فرماتے ہیں کہ اگر اندر کسی ججمان کے بلانے سے کسی گھٹ یا مورتی میں اترتا ہے تو اندر کی سواری ایراوت ہاتھی کے بوجھ سے گھٹ یا مورتی چکنا چور ہو جانی چاہئے سو اندر کوئی دیوتا نہیں صرف وید کے منتر ہی دیوتا ہیں۔ یعنے دیوتا کی ہستی رشیوں کے خیالات ہیں مثلاً ان دنوں لوگ بھوتوں کو مانتے ہیں جبکہ فی الحقیقت بھوت کوئی جنس نہیں ہے۔ مگر محض ان کے خیالات ایک بنگالی مشہور عالم بابو اخے کمار دت بہت افسوس سے فرماتے ہیں اس درشن کے ریویو میں اے وید کے غیر ممند ہندوؤ سنو تمہار قدیم میمانسک رشی یعنے وید حق کے فیصلہ کرنے والے قدیم اُستاد نہ تو ایشور کو اور نہ دیوتوں کو مانتے تھے وہ تو بالکل دہریہ تھے۔

ویدانت درشن۔ بیاس رشی اس درشن کے بانی سمجھے جاتے ہیں میمانسا جیسا کرم میمانسا ہے ویدانت ویسا ہی برہم میمانسا ہے جس سے اس جگت کی پیدائش۔ پرورش اور ہلاکت ہوتی ہے اسی کا نام برہم ہے۔ وہ ستیا سروپ۔ گیان سروپ۔ انت سروپ ہے۔ اور ادتیا ہے۔ یعنے اس کی سوائے اور کچھ نہیں ہے جیسے رات کے وقت اکثر رسی کو دیکھکر سانپ کا خیال گزر جاتا ہے اسی طرح صرف ست سروپ پرم برہم کی ہستی کے سبب جگت ہے یہہ ایک بھرم ہے۔ وہم ہے۔

جو کوئی کسی شے کو تیار کرتا ہے وہ اس شے کا نمت کارن یعنے علت فاعلی کہلاتا ہے اور جس چیز سے وہ شے بنتی ہے وہ اس شے کی اپادان کارن یعنے علت مادی کہلاتی ہے۔ کمہار گھڑے کا نمت کارن اور مٹی اس کا اپادان کارن ہے۔ اس قسم کے اپادان کو پرنام اپادان کہتے ہیں۔ پہلے صرف ایک ہی ایشور تھا اور کچھ نہیں تھا اس لئے اس کو جگت کا اپادان اور نمت کارن کہنا پڑتا ہے۔ لیکن اُس نے خود تبدیل ہو کر جگت کو نہیں بنایا پس ایشور جگت کا اپادان نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے ایشور کے جب اور کچھ موجود نہیں تھا اور جبکہ ایشور جگت کا اپادان کارن نہیں ہے تو جگت بھی نہیں ہے کیونکہ بغیر اپادان کے جگت نہیں ہو سکتا۔ پس جسے جگت کہتے ہو وہ ایک بھرم ہے۔ رسی سے جیسے سانپ کا بھرم ہو سکتا ہے ویسے ہی پرم برہم سے جگت کا بھرم ہو رہا ہے۔ رسی کو سانپ کی علت کہنا پڑتا ہے سو پرم برہم کو بھی ایک طرح سے جگت کا کارن

باقی آئندہ

واقعات اور رائیں

پچھلے نوسالوں سے یہودیوں کو لبشرطیکہ وہ ترکی رعایا میں سے نہوں یا نقل ملک کی بندش کے قانون سے پہلے پیلسٹاین میں نہ بستے ہوں پیلسٹاین میں زمین کی ملکیت حاصل کرنے کا اختیار نہیں تھا صرف عمارت یا گھروغیرہ خرید سکتے تھے مگر اب قسطنطنیہ سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس کے روسے اب یہودیوں کو اپنے ملک میں زمین وغیرہ خریدنے کا حق حاصل ہے +

ڈیوک آف آرگائیل جو جزیرہ آیونا واقعہ ملک انگلستان کا مالک ہے اپنے جزیرے میں کسی کو شراب خانہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ وہاں کے باشندے جن کی تعداد کئی سو کی ہے بہت خوشحال ہیں اور ان کے لئے کسی پولیسمین کی ضرورت نہیں ہے۔ سچ مچ شراب ساری بُرائیوں کے پیدا کرنے والی چیز ہے اور شراب خانوں کی موجودگی لوگوں کے لئے بُرائیوں میں مبتلا ہونے کے لئے بھاری آزمایش ہے +

شکاگو کی دینی پارلیمنٹ کے نمونے پر پیرس میں بڑی نمایش کے متعلق جو ۱۹۰۰ء میں ہوگی ایک پارلیمنٹ منعقد ہوگی۔ اس کے لئے انتظام ابھی سے ہو رہا ہے۔ اس میں ایک انٹرنیشنل کانگرس ہوگی جو مذہبوں کی تواریخ کو لوگوں کے سامنے پیش کریگی۔ اس کے آٹھ حصے ہونگے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ان میں دنیا کے گذشتہ اور حال کے کل مذاہب کی نظر ثانی کیجاویگی +

چین کے مشنوں کے متعلق انگلستان میں عجیب خبر ملی ہے کہ ایک گاؤں میں بودہ کا مندر معہ بتوں اور متعلقہ زمین اور باغوں کے ڈری میتھوڈسٹ مشن کو ہبہ کر دیا گیا ہے۔ نین گرد نواح کے گاؤں کے نمبرداروں نے مشن کے قایم کرنے کے لئے خوشی سے لکھدیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب چین کے اچھے دن نزدیک آ گئے ہیں۔ ہندوستان کی بہتری اور خوشحالی بھی اسی میں ہے کہ یہاں کسی طرح کی روک ٹوک کے یسوع مسیح کی انجیل قبول کی جاوے۔ افسوس ہے کہ اب تک یہاں کے باشندے اپنی بہتری کو نہیں سمجھتے۔ گناہ اور خودغرضی اور ذات پات اور قومیت کے گھمنڈ نے اُن کی آنکھوں کو ایسا اندھا کر دیا ہے کہ وہ اور قوموں کے نمونے سے بھی فایدہ اُٹھانے کو تیار نہیں ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند اس ملک کے باشندوں کی آنکھوں کو کھولے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ اُن کی اور اُن کے ملک اور قوم کی بھلائی صرف خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو دل سے قبول کرنے میں ہے +

آج کل جاپانی لوگ دنیا کی بڑی قوموں میں ایک قوم سمجھے جاتے ہیں۔ پچھلے پچاس برسوں میں جاپان والوں نے جو ترقی کی ہے وہ کل دنیا کے لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ جاپان کی سلطنت کے انتظام میں مسیحی بھی اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز ہیں مثلاً ڈائیٹ کا پریسیڈنٹ پرسبیٹرین کلیسیا کا ایک شریک ہے۔ علاوہ اس کے حال میں کئی اور مسیحی بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کئے گئے ہیں۔ ٹاکیو کے جیل خانے کا چیلپین ایک مسیحی پاسبان مقرر کیا گیا ہے اور امید ہے کہ بہت جلد چند اور مسیحی بھی اس قسم کے کام کے واسطے مقرر کئے جاویں گے +

مسٹر این۔ سبھرامنیم ایڈمنسٹریٹر جنرل مدراس نے اپنی مرحوم بیوی کی یادگار کے لئے مدراس یونیورسٹی کو نو ہزار روپیہ دیدیا ہے۔ یونیورسٹی نے یہہ روپیہ قبول کر لیا ہے۔ اس کی غرض یہہ ہے کہ ہندوستانی مسیحی جوان مردوں اور عورتوں کو میڈیکل کالج میں تعلیم پانے کے لئے وظیفہ دیا جایا کرے۔ مسٹر این سبھرامنیم کا یہہ کام پنجاب کے دولتمند مسیحیوں کے لئے نمونے کے لایق ہے۔ ہم بعض دولتمند پنجابی مسیحیوں کو جانتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے بھائی پنجابی مسیحیوں کے فایدے کے لئے چند خاص شرایط پر وظایف دینے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ کاشکہ وہ ایسے پہلو میں اپنی ذمہ واری کو سمجھیں اور پنجاب کے مسیحی نوجوانوں کو شوق دلانے کے لئے اپنے روپیہ کا ایک حصہ خرچ کریں +

انڈیا سنڈے سکول یونین کے جنرل سیکرٹیری نے ایک سرکلر جاری کیا ہے کہ سنڈے سکولوں کے لئے اتوار ۱۵ اکتوبر اور پیر ۱۶ اکتوبر کے دن عالمگیر دعا کے دن مانے جاویں۔ مثلاً اتوار ۱۵ اکتوبر کو صبح کے وقت سنڈے سکولوں پر برکت نازل ہونے کے لئے دعا کی جاوے۔ سنڈے سکول اور استادوں کی تیاری کے متعلق خاص وعظ کئے جاوے۔ سنڈے سکول کی معمولی کارروائی مختصر کی جاوے لڑکے اور اُن کے والدین ملکر دعا کرنے میں زیادہ وقت صرف کریں۔ ۱۶ اکتوبر پیر کے روز استاد اپنی نجی کی دعاؤں میں ایک ایک طالب علم کو خداوند کے سامنے پیش کریں۔ اور اگر ہو سکے ہفتے میں بھی دعا اور شکرگذاری کا جلسہ کیا جاوے۔ اور ہفتہ بھر نجی اور عام عبادتوں میں سنڈے سکولوں کے لئے دعا کیجاوے +

مسیح رہائی دہندہ

رہائی دی ہمیں قیدِ شریعت سے مسیحا نے
کیا آزاد زندانِ عصیبت سے مسیحا نے
شریعت کے تقاضے جو ادھورے رہ گئے ہم سے
وہ پورے کر دئے سب اپنی رحمت سے مسیحا نے
خدا کے روبرو تب سرخرو ٹھہرے ہیں ہم عاصی
بہایا خون جب اپنا محبت سے مسیحا نے
صلیبی موت کی ایذا اُٹھائی جان پر اپنے
چھڑایا لعنتی خود ہو کے لعنت سے مسیحا نے
ٹھگیں ہوے کی میخیں دست و پا میں جبھی دیکھو
اُٹھائے زخم کس مردانہ ہمت سے مسیحا نے
نہ تھا ثابت قدم راہِ شریعت میں کوئی لیکن
سنبھالا بیکسوں کو دستِ قدرت سے مسیحا نے
نگاہوں میں خدا کے ہم بچے پل مارتے صادق
اشارہ جب کیا چشمِ مروت سے مسیحا نے
مسیحی ہو کے سب لایق ہوئے یہہ وجہہ ہے اسکی
لیاقت مجھکو دی اپنی لیاقت سے مسیحا نے
تمنا کیوں نہ ہو روح القدس پانیکی ہر ساعت
کیا ہے وعدۂ تقدیس منت سے مسیحا نے

قطعہ تاریخ وفات پادری حسن رضا خاں کاشگنج

پادری آں حسن رضا خاں نام
کرد از کاشگنج رو بہ سما ؂
بہر تاریخ رحلتش منت ؂
بے سر بیضہ گو رضا بقضا
۱۸۹۹ء

راقم
پادری کیدار ناتھ منت
فرخ آباد

ریاکاری ریاکاری

ریاکاری خطاکاری سے بدتر
ریاکاری ہے لاچاری سے بدتر
ریاکاری گنہ گاری سے بدتر
ریاکاری ہے ناداری سے بدتر
غضب اللہ کا ہے جمع کرتی ؂
ہے یہہ قہرِ خدا کو کھینچ لاتی
ریاکاری ہے ذلت کو بُلاتی ؂
ملامت اور ہلاکت ساتھ لاتی
متاعِ حرمتِ انساں جلاتی
یہی ہے خاک میں عفت ملاتی
نہیں شوہر کی اُس کے کچھ بھی عزت
ریاکاری ہے اک بدبخت عورت
شباہت اور پوشش کو نہ دیکھو
نہ اس کی چاپلوسی میں ہی آؤ
دل پر شر پر اس کا شاد جانچو
تو تم شر کے سوا کچھ بھی نہ پاؤ
ریاکاری ہے بدکاری کی سسٹر
نہیں یہہ کچھ بھی بدکاری سے کمتر

محبت۔ محبت

محبت ہی ہے تعمیلِ شریعت
محبت ہی ہے تدبیرِ فضیلت
محبت کی خدا کی سی شباہت
محبت میں ہے تاثیرِ کرامت
مجھے بھی یا الٰہی کر عنایت
محبت و محبت و محبت ؂
محبت رحم سے کمتر نہیں ہے
یہہ کارِ خیر میں قاصر نہیں ہے
نہیں مغرور غصہ ور نہیں ہے۔ نہیں ہے بدگماں۔ نافر نہیں ہے
بنام ابن اے اب کر عنایت
مجھے جامِ مئے حبِ محبت ؂
محبت منجیِ کُل عاصیاں ہے
محبت خالقِ ہر انس و جاں ہے
محبت مصدرِ حق بے گماں ہے ؂
محبت الفتِ رب کا نشاں ہے
محبت بخشدے مجھ کو خدایا
درِ دولت پہ تیرے شاد آیا

راقم دینا ناتھ شاد۔ لودیانہ

ضرورت

۲　　　　　　۳

نبوں مشن پریس کے لئے ایک ایسے مسیحی کاتب کی ضرورت ہے جو ایک اُردو اخبار کی خوش نویسی کرنے کے قابل ہو۔ نیک چلنی کی اسناد کے ساتھ شادی شدہ ہونے یا نہ ہونے کی بھی اطلاع دینی چاہیے ؂

المشتہر
ڈاکٹر ٹی۔ ایل۔ پنیل۔ نبوں

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی ہونگی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کیلئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی ڈی۔ منیجر و اڈیٹر اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا ؂